بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی ۶ عہ (بغیر ضمیمہ)

معہ ضمیمہ درس قرآن مجید | چہ گویم با تو گر آئی بجا در قادیان بینی | رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی | للعہ پیشگی

جلد ۸

مورخہ ۱۴ ۔ جمادی الاول ۱۳۲۷ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۳ ۔ جون ۱۹۰۹ء مطابق ۲۲ جیٹھ ۱۹۶۶

نمبر ۳۲

سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا | اڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

دس شرائط بیعت

اول ۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اوس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا ۔ دوم یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہ ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے ۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتے الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ ورد بنائیگا ۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے ۔ پنجم ۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مونہہ نہ پھیرے گا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا ۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجاویگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا ۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا ۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا ۔ نہم ۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائے گا ۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر تمام دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکر آں مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اند و راست
منکر آں مورد لعن خداست

معجزات انبیاء سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین

برہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یک قدم دوری ازاں عالی جناب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

عام قیمت اخبار سالانہ عہ ۶ (کذا) بغیر وصولی قیمت پیشگی کسی کے نام اخبار جاری نہ ہوگا ۔ خط و کتابت کرتے وقت جواب کا کارڈ آنا چاہیئے ورنہ جواب سے معذوری ۔ رسید زر اخبار میں چھاپی جاوے گی علیحدہ رسید نہ دیجاوے گی ۔ البتہ جو صاحب قادیان میں دستی قیمت دیں اونکو بیرسال رسید حاصل کرنی چاہیئے ۔ اگر رسید دو ہفتہ تک نہ چھپے تو خط لکھ کر دریافت کرنا چاہیئے ۔ تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر قادیان ضلع گورداسپور کے نام ہونی چاہیئے

مینیجر اخبار بدر

وہ الفاظ جنمیں حضرت اقدس مسیح موعود بیعت لیتے تھے ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے جلتے تھے اور طالب تکرار کرتا جاتا تھا ۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۔ ۲ بار ۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۲ بار ۔ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ کو تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ۔ آمین ۔ اس کے بعد آپ مع حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے تھے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑھاتے ہیں ۔ آج میں نور الدین کے ہاتھ پر تمام اون شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز یہ اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن و احادیث صحیحہ کے پڑھنے اور سننے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرونگا اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہونگا اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط سے کرونگا ۔ اور باہمی اخوان میں رشتہ محبت کے قائم رکھنے اور قائم کرنے میں سعی کرونگا

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پبلشر کے حکم سے باہتمام مفتی محمد صادق مینیجر مطبع و اخبار چھاپا گیا)

دکتر محمد حسین (کذا)

مکتوبات حضرت مسیح موعودؑ

جیسا کہ گزشتہ ہفتہ میں وعدہ کیا گیا تھا اس اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نایاب اور قیمتی خطوط شائع کئے جاتے ہیں جو کہ عاجز کو اس سفر میں ملے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ان میں سے بعض وہ ہیں جن پر شیخ یعقوب علی صاحب نے نشان کر دیا اور بعض اس کے بعد اور ایک کاپی ملی تھی اس میں سے ہیں لیکن سب سے اول حضرت اقدس کا وہ خط چھاپا جاتا ہے جو انہوں نے اپنے والد صاحب کو لکھا تھا۔

حضرت اقدسؑ کا ایک عجیب مکتوب

"ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک گرامی قدر مکتوب درج کیا جاتا ہے اس مکتوب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس طرح اول عمر ہی سے اس دنیا سے متنفر اور اللہ سے اپنے تعلقات کو مضبوط کرنے کی فکر میں رہتے تھے یہ مکتوب آپ نے اپنے والد ماجد مرزا غلام مرتضیٰ خان صاحب مرحوم کی خدمت میں ایسے وقت میں لکھا تھا جب آپ بدو شباب میں تھے یہ مکتوب بھی آپ کی پاکیزہ فطرتی اور مطہر سیرۃ کا ایک جزو ہے" ایڈیٹر

حضرت والد مخدوم من سلامت!

مراسم غلامانہ وقواعد فدویانہ بجا آوردہ معروض حضرت والا میکند چونکہ درین ایام برأی العین مے بینم و بچشم سر مشاہدہ میکنم کہ در ہمہ ممالک و بلاد ہر سال چنان وبائے مے افتد کہ دوستان را از دوستان و خویشان را از خویشان جدا مے کند و ہیچ سالے نمے بینم کہ این نائرہ عظیم و چنین حادثہ الیم در آن سال شور قیامت نیفگند نظر بران دل از دنیا سرد شدہ است و رو از خوف جان زرد و اکثر این دو مصرعہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی بیاد مے آیند و اشک حسرت ریختہ میشود ؎

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازی روزگار

ونیز این دو مصرعہ ثانی از دیوان فرخ قادیانی نمک پاش جراحت دل میشود"

بدنیائے دوں دل مبند اے جوان
کہ وقت اجل میرسد ناگہان

لہٰذا میخواہم کہ بقیہ عمر در گوشہ تنہائی نشینم و دامن از صحبت مردم بچینم و بیاد او سبحانہ مشغول شوم مگر گذشتہ را عذرے و مافات را تدارکے شود ؎

عمر بگذشت و نماند است جز از گامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

کہ دنیا را اساسے محکم نیست و زندگی را اعتبارے نے و ایئس من خاف علی نفسہ من آفت غیرہ والسلام

اس خط کو غور سے پڑھنے پر عجیب معرفت ہوتی ہے۔ کہ آپکو آخری الہام جو اپنی وفات کے متعلق ہوا وہ یہی تھا۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار ٭ مباش ایمن از بازی روزگار

اور آپ نے یاد الٰہی میں مصروف ہونے کے لئے جس طرح پر والد مکرم سے اجازت چاہی اس میں بھی اسی سے استدلال فرمایا۔

دُرِّ نایاب

حضرت اقدسؑ نے زمانہ بعثت سے پہلے فارسی نظم میں عجیب و غریب دیوان لکھا تھا جو آپ کی پاک زندگی کا ایک شاہد عدل ہے کیونکہ اس دیوان میں بجز حقائق قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور حمد الٰہی اور مختلف مذاہب کی تردید کے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ ان دنوں میں آپ اپنا تخلص فرخ فرماتے تھے۔ جو بعد میں فی الواقع فرخ ہی ثابت ہوا کہ آپ اس پہلو سے اسم بامسمیٰ تھے۔ یہ دیوان فرخ کئی ہزار اشعار کا مجموعہ ہے اور حضرت صاحبزادہ صاحب میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اس مبارک اور نایاب دیوان کو نہایت عمدہ چھپوانا چاہتے ہیں۔ یہ دیوان قریباً پچاس برس گذشتہ کا لکھا ہوا ہے اس کو پڑھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس .. عالم شباب میں آپ کن خیالات میں محو تھے۔ اس دیوان میں سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ ایڈیٹر۔

اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات پر فرماتے ہیں:-

من نہ پیچم سر از تو جانان ٭ دامن خود ز دست من مرہان

من زما در برائے تو زادم
سوئے دیگر کسے مبین بحضور
دل بدنیائے دوں چرا بندیم
دلبر من تو ہستی اے جانان
من زمادر برائے تو زادم
دل ز عشق کسے تپید مرا
روے دلدار بر دل من تافت
بر سر ہر صدی بروں آید
عز خود گر دہی برائے نگار
نفس را ہر کہ از میان انداخت
تا بہ نفس خود اسیر ضلال
ماہ تابان است صورت دلدار
تا مرا بر رخ تو سودائی است
خلق در کار و بار خود ہوشیار

ہست عشقت عوض ز ایجادم
ہست دلدار م آن نگار غفور
ما بیار عزیز خورسندیم
دل بتو بستہ ام نہ بر دو جہان
ہست عشقت عوض ز ایجادم
اے مبارک کسے کہ دید مرا
دل من مقصد دو عالم یافت
آنکہ دلدار را ہمے شاید
عز خود را بتو نہد دلدار
شب او روز گشت و رہ بشناخت
کشف راہ خدا مبند خیال
نفس تو ہیچ ماہ چون دیوار
از خلائق نہ غم نہ پروائی است
ما چو مستان فتادہ بر در یار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاک سیرت آج سے پچاس برس پیشتر ایک فقرہ میں لکھا ہے۔ المساجد مکانی والصالحون اخوانی وذکر اللّٰہ مالی وخلق اللّٰہ عیالی۔ یعنے میرا مکان مسجدیں ہیں اور صالحین میرے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا مال و دولت ہے اور خلق اللہ میرا کنبہ ہے۔

معذرت - اس ہفتہ درس قرآن شریف کا ضمیمہ اخبار کے ساتھ نہیں چھپ سکا۔

سَت سلاجیت گلگتی

- یہ پہاڑی مومیائی ہمارے ایک معزز قابل اعتبار دوست گلگت کے پہاڑوں سے لائے ہیں بدن کی تمام قوتوں کے واسطے یہ دوائی عجیب خاصیت رکھتی ہے یہ کوئی مرکب نہیں ہے کہ جس کے اجزا مخفی ہوں بلکہ یہ ایک قدرتی دوا ہے جسکی تعریف طبی کتابوں میں مندرج ہے۔ ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ محیط اعظم کی عبارت فارسی ہم نقل کر دیتے ہیں۔

"مقوی جمیع اعضاء۔ نافع صرع۔ مشہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر بادی و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت۔ فساد بلغم و خون۔ و قاتل کرم شکم۔ مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول۔ سیلان منی۔ یبوست۔ اوجاع مفاصل وغیرہ"

بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر پورے لوازمات سے انسان استعمال کرے تو کبھی بوڑھا ہو۔ خیر یہ تو مبالغہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسمیں شک نہیں کہ بڑی مفید شے ہے۔ قیمت فی تولہ (عہ) دو تولہ (عگ) محمد صادق عفی اللہ عنہ ایڈیٹر بدر

حالتِ قبض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ -

باخویم مکرم منشی ظفر احمدؐ صاحب - بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنایت نامہ آپ کا پہونچا - حرف حرف اس کا پڑھا گیا اور آپکے لئے دُعا کی گئی - قبض اور بے مزگی اور بے ذوقی کی حالت میں مجاہدات شاقہ بجا لا کر اپنے مولا کریم کو خوش کرے - یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ مجاہدہ جس کے حصول کے لئے قرآن شریف میں ہمت دترغیب ہے اور جو مدار کشود کار ہے وہ مشروط بہ بیذوقی وبلی حضوری ہے اور اگر کوئی عمل ذوق اور بسط اور حضور اور لذّت سے کیا جاوے تو اس کو مجاہدہ نہیں کہہ سکتے اور نہ اس پر کوئی ثواب مترتب ہوتا ہے کیونکہ وہ خود ایک لذّت اور نعیم ہے اور تنعّم اور تلذّذ کے کاموں سے کوئی شخص مستحق اجر نہیں ہو سکتا - ایک شخص شربت شیرین پی کر اس کے پینے کی مزدوری مانگ نہیں سکتا - سو یہ ایک نکتہ نہایت باریک ہے کہ بے ذوقی اور بے مزگی اور تلخی اور مشقت کے ختم ہونے سے وہیں ثواب اور اجر ختم ہو جاتا ہے اور عبادت عبادات نہیں رہتیں - بلکہ ایک روحانی غذا کا حکم پیدا کر لیتی ہیں سو حالت قبض جو بیذوقی و بے مزگی سے مراد ہے - یہی ایک ایسی مبارک حالت ہے جس کی برکت سے سلسلہ ترقیات کا شروع رہتا ہے - ان بے مزگی کی حالت میں اعمال صالحہ کا بجا لانا نفس پر نہایت گراں ہوتا ہے مگر ادنےٰ خیال سے اس گرانی کو انسان اوٹھا سکتا ہے جیسے ایک مزدور جو خوب جانتا ہے اگر میں نے آج مشقت اٹھا کر مزدوری نہیں کی تو پھر رات کو فاقہ ہے اور ایک نوکر یقین رکھتا ہے - کہ میں نے تکالیف سے ڈر کر نوکری چھوڑ دی تو پھر گذارہ ہونا مشکل ہے اسی طرح انسان سمجھ سکتا ہے کہ فلاح آخرت بغیر اعمال صالحہ کے نہیں اور اعمال صالحہ وہ ہیں جو خلاف نفس ہوں اور مشقت سے ادا کئے جاویں اور عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جس کام کے لئے مصمم عزم کر لیا جائے اس کے انجام کے لئے طاقت مل جاتی ہے سو مصمم عزم اور عہد واثق سے اعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور نماز میں اس دعا کو پڑھتے ہیں کہ " اہدنا الصراط المستقیم " الخ بہت خضوع وخشوع سے زور لگانا چاہیئے اور بار بار پڑھنا چاہیئے انسان بغیر عبادت کے کچھ چیز نہیں بلکہ جمیع جانوروں سے بدتر ہے اور شرالبریہ ہے - وقت گذرتا جاتا ہے اور موت درپیش ہے اور جو کچھ عمر کا حصہ ضائع طور پر گذر گیا - وہ ناقابل تلافی

تہکومت

اور سخت حسرت کا مقام ہے - دعا کرتے رہو اور تہکومت - لاتئیسوا من روح اللہ - یہ عاجز بھی آپکے لئے دُعا کرتا رہے گا - انشاء اللہ تعالیٰ - ہر ایک بات کے لئے وقت ہے صابر اور منتظر رہنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ صبر میں کچھ فرق آجاوے کہ استعجال سم قاتل ہے اگر فرصت ہو تو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے اور غور سے ترجمہ قرآن شریف دیکھا کرو - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں آپنے دیکھا یہ بہتر ہے - فاروق کی زیارت سے قوت وشجاعت دین حاصل ہوتی ہے - میری دانست میں

نسب پوچھی جائیگی

(فقرہ) کے یہ معنے ہیں - کہ اعمال کی ضرورت ہے، نہ نسب کی یہ پوچھا جائیگا کہ کیا کام کیا یہ نہیں پوچھا جاویگا کہ کس کا بیٹا ہے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے تمنا

زیارت رسولؐ

بیدردی ومحبت اور پھر کثرت درود شریف شرط ہے - یہ باتیں بالعرض حاصل ہو جاتی ہیں - خداتعالیٰ کے راضی ہو جانے کے بعد بآسانی یہ امور میسّر ہو جاتے ہیں - والسلام - خاکسار غلام احمدؐ

از قادیان ضلع گورداس پور ۱۱ مئی ۱۸۸۹؁ء ۶

(۲) مباحثہ کی ایک دعوت کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

محبی اخویم مولوی مشتاق احمدؐ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں نے بہت خوشی سے اس اشتہار کو پڑھا جس میں آپ اس عاجز کو بحث کے لئے بُلاتے ہیں - زیادہ تر خوشی مجھے اس بات سے ہے کہ آپ ایک مہذب اور با اخلاق آدمی ہیں امید ہے کہ یہ بحث حسب مراد خوش اسلوبی سے ہوگی - مجھے بسر وچشم یہ منظور ہے - بحث تقریری ہو - اور اس طرح پر ہو کہ ایک ہند وفتنی سوال وجواب لکھتا جائے - مثلاً آپ اوّل یا میں اوّل جیسا کہ آپ کا منشاء ہو ایک سوال تحریر کروائیں اور وہ سوال پڑھا جائے اور عام طور پر سنایا جائے - پھر فریق ثانی اسی طرح اپنا جواب لکھا دیوے فریقین ایک دوسرے سے مخاطب نہ ہوں بلکہ جو کچھ لکھنا ہو جلسۂ عام میں باآواز بلند لکھا دیں اور ساتھ ساتھ دستخط ہوتے جائیں - چند سوال آپ کی طرف سے ہوں اور چند اس عاجز کی طرف سے - غرض یہ شرط آپ کی اس عاجز کو منظور ہے جبکہ عین انصاف پر مبنی ہے - تو بھلا کیوں منظور نہ ہو - سو عرض خدمت ہے کہ یہی شرط اس عاجز کی طرف سے بھی ہے اور جو کچھ آپنے تحریر فرمایا ہے - کہ فریقین کی تقریر میں کوئی اور شخص شامل نہ ہو - صراحتاً یا اشارتاً کسی طرف سے مدد نہ پہونچے - بہت خوب ہے جزاکم اللہ - یہی تو میں چاہتا تھا کہ ایسی روش منصفانہ میں کوئی بحث کرے - رہی یہ بات کہ بحث کس امر میں ہوگی - سو وہ بھی ظاہر ہے کہ بحث اس امر کی نسبت ہونی چاہیئے جو اس تمام جھگڑے کی اصل اور بنیاد ہے - سو اوس اصل کے تصفیہ سے فروع کا خود تصفیہ ہو جائیگا - کیونکہ فروع اس کی تابع ہے اس وجہ سے طریق مستقیم مناظرہ کا یہی ہے - کہ متخاصمین اصول میں گفتگو کریں اور آں محب پر یہ بات واضح ہے کہ اصل امر متنازعہ فیہ وفات یا حیات مسیح ہے - اور الہام الٰہی نے اسی کو اصل ٹھہرایا ہے جیسا کہ الہامی عبارت یہ ہے - "کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں وعدہ کے موافق تو آیا ہے" جو مسیح ابن مریم کے آنے کے لئے وعدہ تھا وہ ظلی طور پر تیرے آنے سے پورا ہو گیا کیونکہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اب ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اصل جھگڑا مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کا ہے اگر مسیح ابن مریم کا زندہ ہونا ثابت ہو جائے تو پھر میں بھی جھوٹا اور میرا الہام بھی جھوٹا - لہذا فروعی امور میں بحث کرنے کی کچھ ضرورت ہی نہیں - اصل کی بحث میں بہت باتیں طے ہو جاویں گی - میں خود اقرار کرتا ہوں - کہ اگر آپ مسیح کا اب تک زندہ ہونا ثابت کر دکھائیں گے - تو پھر میں اس الہام کو الہام الٰہی نہیں سمجھوں گا - کیونکہ جبکہ مسیح ابن مریم اب تک زندہ ہے تو میرا الہام جو اس کی وفات ظاہر کرتا ہے صریح جھوٹا نکلا تو پھر کیا مجال ہے کہ میں اس پر اڑا رہوں اور اگر آپ یہ کہیں کہ ہم مسیح ابن مریم کی وفات مان چکے ہیں اس لیئے اس میں بحث کرنا نہیں چاہتے - صرف اس بات میں بحث کریں گے کہ تم اس کی جگہ آئے ہو یا کوئی اور - اس بات کا جواب یہ ہے - کہ اوّل تو میری طرف سے اس امر کے لئے کسی پر جبر نہیں - کہ خواہ نخواہ مجھ کو قبول کرے - اور مجھ پر ایمان لاوے - بلکہ میری طرف سے صرف تبلیغ تھی جس کا حق میں ادا کر دیا - اگر میں خدا کی طرف سے ہوں تو وہ مجھے اور میری کارروائی کو ضائع نہ کریگا اور عنقریب لوگ دیکھ لیں گے کہ خدا تعالےٰ میرے ساتھ ہے یا نہیں میری طرف سے کسی پر جبر اور اکراہ تو نہیں تا وہ دلیل اور نشان کا طالب ہو - نشان خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے - جس کو چاہیگا دکھلائیگا - ماسوا اس کے یہ عاجز بے نشان بھی نہیں بھیجا گیا - اگر آپ پہلے

نوٹ سلہ - چنانچہ ہزارہا نشان دکھائے گئے - ایڈیٹر -

مسیح کی وفات یا حیات کا فیصلہ کریں جو اصل اس تنازعہ کا ہے تو پھر آپ یہ شخصی بحث بھی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ میرا دعویٰ مسیح ابن مریم کی فرع ہے۔ اگر مسیح اب تک زندہ ہے تو میرے جھوٹا ٹھہرانے کے لئے کسی اور بحث کی ضرورت نہیں اگر آپ مسیح ابن مریم کا زندہ ہونا ثابت کر دیں تو میں اپنے باطل پر ہونے کا خود اقرار کر دوں گا۔ اگر آپ مسیح ابن مریم کی وفات کو مان گئے ہیں تو اول بذریعہ اشتہار عام و خاص میں یہ اپنی رائے شائع کیجئے۔ اس لئے گو اصل امر قابل بحث یہی تھا۔ لیکن نیز بوجہ اپنے تبدیل رائے کے اس کو چھوڑ دیا سو آپکے لئے دو امروں میں سے ایک امر ضروری ہے اگر وفات مسیح ابن مریم میں شک ہے۔ تو سب سے پہلے اس کی بحث کیجئے کیونکہ تمام تنازعات کی جڑ تو یہی ہے۔ اگر مسیح ابن مریم کو آپ اب تک زندہ مانتے ہیں اور وہ بجسدہ العنصری دوسرے آسمان پر بیٹھے ہیں تو ان کی زندگی ثابت کر دکھائیے اس کے بعد میری کیا مجال کہ میں اپنے اس دعوے میں دم بھی مار سکوں۔ میرے اس دعوے کی تو وفات مسیح شرط ہے۔ جب مسیح کا زندہ ہونا ثابت ہو گیا۔ تو بحکم اذا فات الشرط فات المشروط میرا دعویٰ خود ہی ٹوٹ گیا اور اگر آپکے نزدیک بھی مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اب صرف آپکے دل میں یہ دھڑکا ہے کہ مثالی طور پر آنیوالا بھی شخص ہے یا کوئی اور ہے تو اول بسم اللہ کرکے مسیح ابن مریم کی وفات کا اشتہار شائع کیجئے۔ پھر دوسری بحث بھی کیجئے اور آپنے جو لکھا ہے کہ میں مسافر ہوں۔ امن قائم کرنے کے لئے پولیس وغیرہ کا تعین انتظام کرنا چاہیئے۔ تو حضرت آپ کے نزدیک کیا یہ عاجز اس شہر کا قدیمی باشندہ ہے۔ میں صرف چند ماہ سے عارضی طور پر اس جگہ آیا ہوں۔ آپ اس جگہ کے معزز ملازم ہیں اور بوجہ ملازمت ہر ایک سے تعلق رکھتے ہیں میں بوجہ اختلافی مسئلہ کے قریباً تمام شہر کی نظر میں مہجور و متروک ہوں کوئی کافر کہتا ہے کوئی ملحد مگر آپ تو ایسے نہیں ہیں اگر آپ مسافر ہیں تو کیا وہ سارے علماء و امراء اور ملازمت پیشہ جو آپکے ہم مشرب ہیں وہ بھی مسافر ہیں کیا آپ اس بحث میں اکیلے ہی ہیں اور باقی سب میری بات پر ایمان لے آئے ہیں امن قائم رکھنے کے لئے انتظام کرنا میرے جیسے غریب الوطن متخذ علی کا کام نہیں جس کے ساتھ اب علماء کو فتووں سے السلام علیکم بھی جائز نہیں اور جس کو ممبر پر چڑھ کر بدتر سے بدتر بیان کیا جاتا ہے ماسوا اس کے یہ امر ضروری طور پر قابل دریافت ہے کہ اس عاجز نے براہ راست آپ کو اپنے اشتہار میں نہیں بلایا۔ بلکہ آپ سب صاحبان کا ...... مولوی عبد العزیز صاحب کو قرار دیکر انہیں کے توسط سے ہر ایک کا بحث کرنا منظور رکھا ہے یعنی سب سے پہلے بحث کرنیکا حق انہیں کا ٹھہرایا گیا ہے۔ کیونکہ وہ شہر کے رئیس اور اکثر لوگوں کے مقتدا ہیں۔ اگر وہ بحث کرنے سے عاجز ہوں تو میں نے اپنے اشتہار میں براہ راست کسی کو نہیں بلایا۔ بلکہ یہ ظاہر کیا ہے کہ رئیس مولویصاحب اپنی عجز اور درماندگی کی حالت میں آپ کو یا کسی اور کو اپنا وکیل کرکے پیش کر دیں۔ سو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپنے کس منصب پر اشتہار جاری کیا ہے اگر بلا وساطت ان کی مستقل طور پر جاری کیا ہے تو یہ میرے اشتہار کا منشاء نہیں اور نہ میں نے مستقل طور پر آپ کو بلایا ہے اور اگر مولوی عبد العزیز صاحب کی انتخاب سے آپ کھڑے ہو گئے ہیں تو آپ کو صریح الفاظ میں یہ واقع بذریعہ اشتہار شائع کرنا چاہیئے۔ والسلام علی من اتبع الهدیٰ خاکسار غلام احمد از لودیانہ اقبال گنج ۵ مئی ۱۸۹۱ء۔ مکرر یہ کہ اگر شام یا کل جمعہ تک آپکا جواب نہ پہونچا۔ تو یہ سکوت اور اعراض پر حمل کیا جاویگا۔ فقط

(۳) از عاجز مستغفر الی اللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد بخدمت مکرم نواب احمد علی خان صاحب بہادر عرف سلطان الدولہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت اس عاجز کو اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب سابق مہتمم مصارف ریاست بھوپال ملے اور مولوی صاحب موصوف نے دلی جوش اور اخلاص اور محبت کی وجہ سے جو وہ آں مکرم سے رکھتے ہیں بہت کچھ صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ آں مکرم کا ذکر کیا اور آں مکرم کی عالی دماغی اور متانت شعاری اور دین پروری اور راستبازی اور بلند ہمتی اور نیک نیتی اور ہمدردی اسلام اور محبت اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر بار بار ذکر کیا کہ میرے دل میں بوجہ ان محاسن اور خوبیوں کے آپ کی محبت پیدا ہو گئی اور آپ کی خداداد سعادت و نجابت اور جوہر قابل پر نظر کرنے سے میرے دل میں خیال آیا کہ میں خاص طور پر اپنے حالات سے آپ کو مطلع کر دوں مگر اس تحریر میں بجز اس بات کے کہ محض للہ آنمکرم کو ان باتوں پر آگاہ کر دوں کہ جو طلب حق کے لئے کام آ سکتی ہیں اور میری کچھ بھی غرض نہیں۔ مولوی سید محمد احسن صاحب نے آپ کا ذکر خیر اس عمدہ طرز سے میرے پاس بیان کیا ہے جس نے مجھے اس بات کا مشتاق کر دیا۔ کہ میں اُن روحانی اور آسمانی نعمتوں سے آپکو اطلاع دوں۔ جو مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ہیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح غرباء اور مساکین میرے ساتھ تعلق ارادت رکھ کے نفع دین و آخرت اٹھا رہے ہیں ایسا ہی کوئی امراء میں سے میرے ساتھ تعلق پیدا کرکے دین اور دنیا میں سعادت پیدا کرے۔ اور ہر ایک قسم کی کامیابی سے متمتع ہو جائے۔

آنے کی غرض سو آپ پر واضح ہو کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر اس صدی چاردہم کی اصلاح اور دین کی تجدید اور اس زمانہ کے ایمان کو قوی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور بہت سے آسمانی نشان مجھ کو دیئے گئے ہیں جو منجملہ ان کے تین ہزار کے قریب اب تک ظاہر ہو چکے ہیں اور مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں پر ظاہر کروں کہ میں اس کی طرف سے مسیح ابن مریم علیہ السلام کے نمونہ پر رحمت کے نمونے دکھلانے کے لئے آیا ہوں جو شخص دل اور جان سے میرا ساتھ کریگا اس کا ایمان قوی کیا جائیگا اور گناہوں کی زنجیروں سے مخلصی پائیگا۔ اور دنیا کی مشکلات اس پر آسان کی جائیں گی اور خدا تعالیٰ کا خاص فضل اس پر ہو گا۔ میں ارادہ رکھتا تھا۔ کہ ہندوستان کے امیروں اور نوابوں میں سے کسی کو اپنے اس حال سے اطلاع دوں تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اس طبقہ کے بعض آدمی بھی میری جماعت میں داخل ہوں لیکن میں دیکھتا تھا کہ اس ملک میں اکثر امراء اور نوابوں کی حالت اچھی نہیں اور کار و بار آخرت اُن کی نظر میں خصیر ہو رہا ہے۔ سو میں جانتا تھا کہ یہ لوگ حد سے گذر گئے ہیں۔ لیکن آپکے حالات جو مولوی سید محمد احسن صاحب نے مجھ کو سنائے ہیں اُن سے اہلیت اور متانت اور ہمت اور دینداری کی بو آتی ہے اس لئے مجھ کو یہ خط لکھنا پڑا میں آپ کو خدا تعالیٰ کے الہام کے ذریعہ سے یاد دلاتا ہوں کہ یہ زہرناک ہوا۔ جو مسلمانوں کی ریاست و امارت پر چل رہی ہے اس ملک ہوا سے وہی امیر بچیگا۔ جو دینداری اور تقویٰ شعاری اور خدا ترسی کا پیرایہ پہن لیگا اور فسق و فجور سے بچیگا۔ اور دوسرے عنقریب سب تباہ ہو جاویں گے اور دینداری اور خدا ترسی کے سکھلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے۔ جو شخص میری طرف آئیگا اس کو بھی دینداری اور تقوے دیجاویگی اور اس کے حق میں خدا تعالیٰ میری دعائیں قبول کریگا اور اس کے گناہ بخشے جاوینگے اور اس کی دنیا اس پر بحال رکھی جاوے گی۔ سو یہ میری طرف سے تبلیغ ہے اور محض پیغام ہے۔ جو میں آپ کو پہونچا دیتا ہے اور بطور نمونہ ایک کتاب رسالہ آسمانی فیصلہ بھی اس کے ہمراہ بھیجتا ہوں اور اثر نصیحت خدا تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ والسلام

خاکسار احقر عباد اللہ مرزا غلام احمد قادیانی از مقام جالندھر محلہ منڈی مکان زین العابدین ۲۰ مارچ ۱۸۹۲ء

مکرر محض آپ کی توجہ دہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ سید

سید صدیق حسن کے واسطے جو مین نے ان کی آزاردہی کی وجہ سے جان - سے باعث لا پرواہی وقوع مین آئی - قبل وقوع حادثہ گریفن کے براہین احمدیہ مین ان کی نسبت چند الفاظ لکھے تھے اون کا وقوع چند عرصہ کے بعد ہوگیا تھا اور پھر اس نے دعا کرائی تو الہام ہوا تھا - کہ سرکوبی اور سزا سے بچایا جاویگا - چنانچہ وہ بچ گیا اگر آپ کتاب براہین احمدیہ کا حصہ چہارم دیکھین - تو خود آپکو معلوم ہو جائیگا - مگر بذات خود آزمائش کرنا اس سے بھی بہتر ہے والسلام -

۴ - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلے علٰے رسولہ الکریم

محبی اخویم حبیب الرحمان صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا عنائت نامہ پہونچا - ڈیڑھ میل تک شہر مین اپنے گاؤن سے آنا بجز حرج کے متصور نہین - چونکہ گاؤن مین مسجد ہے اگر شہر کے نزدیک بھی ہے تب بھی ایک محلہ کا حکم رکھتا ہے کسی حدیث صحیح مین اس ممانعت کا نام ونشان نہین بلاشبہ جمعہ جائز ہے - خداتعالےٰ کے دین مین حرج نہین ہے - فقط

۱۳ - اگست ۱۸۹۲ء

(۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمدؐ عافاہ اللہ وایّد -

بخدمت اخویم عزیزی خان صاحب محمدؐ علی خان صاحب -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنائت نامہ متضمن بر دخول در سلسلہ بیعت این عاجز موصول ہوکر دعائے ثبات واستقامت در حق آن عزیز کی گئی - ثبتکم اللہ علی التقوی والایمان وفتح علیکم ابواب الخلوص والمحبت والعرفان - آمین ثم آمین - اشتہار شرائط بیعت بھیجا جاتا ہے - جہان تک وسعت وطاقت ہو اس پر پابند ہون اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے خداتعالےٰ سے مدد چاہتے رہین - اپنے رب کریم سے مناجات خلوت کی مداومت رکھین اور ہمیشہ طلب قوت وتوفیق کرتے رہین جس دن کا آنا نہائت ضروری اور جس گھڑی کا وارد ہو جانا نہائت یقینی ہے اس کو فراموش مت کرو اور ہر وقت ایسے رہو - کہ گویا طیار ہو کیونکہ نہین معلوم کہ وہ دن اور وہ گھڑی کس وقت آجاوے گی - سو اپنے وقتون کی محافظت کرو اور اس سے ڈرتے رہو جس کے تصرف مین سب کچھ ہے جو شخص قبل از بلا ڈرتا ہے اوس کو امن دیا جاویگا - مگر جو شخص بلا سے پہلے دنیا کی خوشیون مین مست ہو رہا ہے - وہ ہمیشہ کے دکھون مین ڈالا جاویگا - جو شخص اس قادر سے ڈرتا ہے وہ اس کے حکمون کی عزت کرتا ہے پس اوس کو عزت دی جائے گی مگر جو شخص نہین ڈرتا اس کو ذلیل کیا جاویگا -

دنیا نہائت ہی تھوڑا وقت ہے - بے وقوف ہے وہ شخص جو اس سے دل لگاوے اور نادان ہے وہ آدمی جو اس کے لئے اپنے رب کریم کو ناراض کرے - سو ہوشیار ہو جاؤ تا غیب سے قوت پاؤ - دعا کرتے رہو اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ - جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے - یہ کچھ بھی چیز نہین اس مین ہرگز زندگی کی روح نہین - جب تم دعا کرو - تو بجز صلوٰۃ فریضہ کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت مین جاؤ اور اپنی ہی زبان مین نہائت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے خداتعالیٰ کے حضور مین یہ دعا کرو کہ اے ربّ العالمین تیرے احسانون کا مین شکر نہین کرسکتا تو نہائت ہی رحیم وکریم ہے اور تیرے بے نہائت مجھ پر احسان ہین میرے گناہ بخش تا مین ہلاک نہ ہو جاؤن - میرے دل مین اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو - اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تو راضی ہو جاوے - مین تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہون کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو - رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤن سے مجھے بچا - کہ ہر ایک فضل اور کرم تیرے ہی ہاتھ مین ہے - آمین ثم آمین

آپ کی اس بیعت کی کسی کو خبر نہین دیگئی اور بغیر آپ کی اجازت کے نہین دی جاوے گی - لیکن مناسب ہے کہ اس اخفاء کو صرف اسیوقت تک رکھین - کہ جب تک کوئی اشد مصلحت در پیش ہو کیونکہ اخفا مین ایک قسم کا ضعف ہے اور نیز اظہار سے گویا فعلاً نصیحت للخلق ہے آپ کے اظہار سے ایک گروہ کو فائدہ دین پہونچتا ہے اور رغبت الی الخیر پیدا ہوتی ہے - خداتعالیٰ ہر ایک کام مین مددگار ہو کہ بغیر اس کی مدد کے انسانی طاقتین ہیچ ہین -

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ - ۵ - اکتوبر ۱۸۹۰ء

(۶) مکرمی اخوی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عنائت نامہ پہونچا - مجھ کو باعث شدت کم فرصتی زیادہ گفتگو کی فرصت نہین مین ہرگز سمجھ نہین سکتا کہ مخلوق باوجود اپنے ضعف وناتوانی وجہل ونادانی وحیرت وسرگردانی اور ہر ایک قسم کے نقصان اور عیب کے کہ جو اس کی فطرت کو لگی ہوئی ہین - کیونکہ دراصل اپنی ماہیت مین عین خالق ہوسکتا ہے اگر انسان عین خالق ہوتا - تو الوہیت کی تمام صفات بلاشبہ اس مین پائی جاتین لیکن ہم دیکھتے ہین کہ انسان دنیا مین آکر بہت سے غم وہم

اٹھاتا ہے اور بہت کچھ اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے - مگر ملتا نہین - بارہا اپنے مطالب سے ناکام اور نامراد رہتا ہے اگر اس کو خدائی مین سے کچھ حصہ ہوتا تو یہ عجز اور نامرادی کی حالتین کیون پیش آتین - انسان کی مخلوقیت تو ایک یقینی امر ہے جس کے لوازم ہر وقت ہماری آنکھون کے سامنے ہین اور جس کا خمیازہ ہر ایک شخص اٹھا رہا ہے مگر اس کے خالق ہونے کے علامات کہان ہین - انسان کیسے کیسے لاعلاج دردون اور دکھون اور مصیبتون مین پڑتا ہے اور فاقہ اور محتاجگی مین کباب ہوتا اور جلتا ہے اور پھر ہر ایک قسم کی معصیت اور کبائر اور صغائر مین بھی مبتلا ہوتا ہے اب کیا کوئی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ یہ تمام نقصان خداتعالیٰ پر عائد ہوسکتے ہین - لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا - آپ کا یہ قول کہ آیات قرآنیہ سے ہم کو یہ یقین حاصل ہے - نہائت تعجب کی جگہ ہے - قرآن شریف مین متشابہات بھی ہین اور بینات بھی اور بلاشبہ بینات قرآنی آپ کے اس مطلب کے مخالف ہین - اور اگر بفرض محال قرآن شریف مین بتصریح لکھا ہوتا - کہ تم سب خدا ہو - تب بھی اس کی کوئی تاویل کرنی پڑتی - کیونکہ ہم بخوبی جانتے اور یقین رکھتے ہین کہ ہم نہائت عاجز اور ذلیل ہین - کسی طرح خدا نہین بن سکتے اور ہمارے اس یقین کو تاویلات رکیک اٹھا نہین سکتین - لوہے کو لوہا توڑ سکتا ہے نہ خس وخاشاک - مضمون قطعیہ علانیہ خدائی کا دعوے بھی کیا وہ آخر نہائت ذلیل ہوکر مرے ہین - غرض خدا بننے کے لئے اپنی خدائی کا کچھ ثبوت بھی تو دینا چاہیئے ورنہ دعوے بلادلیل صرف ایک معصیت ہے جس سے پرہیز کرنا چاہیئے -

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ - ۲۲ - اگست ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۷) نحمدہ ونصلی علٰے رسولہ الکریم

اعلان

۱۸ - مئی ۱۸۸۸ء روز جمعہ میں ایک صاحب فتح مسیح نام عیسائی واعظ نے بمقام بٹالہ اس عاجز کے مکان نشست گاہ پر آکر ایک عام جلسہ مین جس مین پچاس سے زیادہ آدمی مسلمان اور ہندو بھی تھے مجھ سے مخاطب ہوکر یہ دعوے کیا کہ جیسے آپ اس بات کے مدعی ہین - کہ میری اکثر دعائین جناب الٰہی مین پایہ قبولیت پہونچکر ان کی قبولیت سے پیش از وقوع مجھ کو اللہ جلشانہٗ بذریعہ اپنے الہام خاص کے اطلاع دیتا ہے اور غیب کی باتون پر مجھے مطلع کرتا ہے - یہی مرتبہ ملہم ہونے کا مجھ کو بھی حاصل

ہے اور خدا تعالیٰ مجھ سے ہمکلام ہو کر اور میری دعائیں قبول
کر کے پیش از ظہور مجھ کو اطلاع دیتا ہے۔ اس لئے میں آپ کی
پیشگوئیوں میں مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ جس قدر اور جس طور کی ...
پیشگوئیں عام جلسہ میں آپ تحریر کر کے پیش کریں گے اسی قسم
کی پیشگوئیاں اپنی طرف سے میں بھی پیش کروں گا اور فریقین کی
پیشگوئیاں اخبار نور افشاں میں چھپوا دوں گا۔ چنانچہ میاں
فتح مسیح نے یہ دعوے کر کے بالمقابل پیشگوئیوں کے پیش
کرنے کے لئے ۲۱ مئی ۱۸۸۲ء روز دوشنبہ دن مقرر کیا
اور وعدہ کیا کہ تاریخ

(اس خط کی نقل نامکمل اتنی ہی ملی ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۸) نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عزیزی مخلصی اخویم محمد خان صاحب۔ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا اخلاص نامہ پہنچا۔ ہر ایک صدمہ اور
مصیبت پر اللہ جلشانہٗ ثواب عطا فرماتا ہے اور اگر مصیبت نہ
ہوتی تو مومن کے لئے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے بارہ میں
اور کوئی راہ نہ ملتا جو کچھ وہ پسند کرے وہی بہتر ہے بانشراح
دل صبر کرنا چاہیئے۔ تا مولیٰ جلیل راضی ہو اور گناہ بخشے جاویں۔
یہ عاجز ضعیف اور بیمار ہے اس لئے زیادہ نہیں لکھ سکا۔
آپ کی ہمشیرہ مرحومہ کے لئے بھی دعائے مغفرت کی گئی ہے
مطمئن رہیں۔ والسلام۔ ۲۶۔ اگست ۶ء

(۹) مخدومی بخدمت مولوی عبد القادر صاحب! بعد سلام مسنون عرض یہ ہے
کہ جو کچھ آپ نے سمجھا ہے نہایت بہتر ہے۔ دنیا میں دعا جیسی کوئی
چیز نہیں۔ الدعاء مخ العبادۃ۔ یہ عاجز اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ
یہی سمجھتا ہے کہ اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں
کے لئے ایسی دعائیں کرنے کا وقت پاتا رہے کہ جو ....
رب العرش تک پہونچ جاویں اور دل تو ہمیشہ تڑپتا ہے
کہ ایسا وقت ہمیشہ میسر آجایا کرے مگر یہ بات اپنے اختیار
میں نہیں۔ سو اگر خداوند کریم چاہیگا تو یہ عاجز آپ کے لئے
دعا کرتا رہیگا۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے کہ سچا تعلق وہی ہے
جسمیں سرگرمی سے دعا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی بزرگ کا
مرید ہے۔ مگر اس بزرگ کے دل میں اس شخص کی مشکل کشائی
کے لئے جوش نہیں اور ایک دوسرا شخص ہے جس کے
دل میں بہت جوش ہے اور وہ اپنے کام کے لئے ہو رہا ہے
کہ حضرت احدیت سے اس کی رستگاری حاصل کرے سو
خدا کے نزدیک سچا رابطہ یہ شخص رکھتا ہے۔ غرض پیری
مریدی کی حقیقت یہی دعا ہے اگر مرشد عاشق کی طرح ہو اور مرید
معشوق کی طرح۔ تب کام نکلتا ہے یعنے مرشد کو اپنے مرید کی
سلامتی کے لئے ایک ذاتی جوش ہو تا وہ کام کر دکھاوے۔
سرسری تعلقات سے کچھ ہو نہیں سکتا۔ کوئی نبی اور ولی قوت عشقیہ
سے خالی نہیں ہوتا۔ یعنی ان کی فطرت میں حضرت احدیت نے
بندگان خدا کی بھلائی کے لئے ایک قسم کا عشق ڈالا ہوا ہوتا
ہے پس وہی عشق کی آگ ان سے سب کچھ کراتی ہے اور
اگر ان کو خدا کا یہ حکم بھی پہنچے۔ کہ اگر تم دعا اور غمخواری خلق اللہ
کرو۔ تو تمہارے اجر میں کچھ قصور نہیں تب بھی وہ اپنے فطرتی
جوش سے رہ نہیں سکتے اور ان کو اس بات کی طرف خیال
بھی نہیں ہوتا۔ کہ ہم کو اس جانکنی سے کیا اجر ملیگا کیونکہ
ان کے جوشوں کی بنا کسی غرض پر نہیں۔ بلکہ وہ سب
کچھ قوت عشقیہ کی تحریک سے ہے اسی کی طرف اشارہ ہے
جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "لعلک باخع نفسک الا یکونوا
مومنین۔ سیپارہ ۱۹۔ خدا اپنے نبی کو سمجھاتا ہے۔ کہ اس
قدر غم اور درد کہ تو لوگوں کے مومن بن جانے کے لئے
اپنے دل پر اٹھاتا ہے۔ اس سے تیری جان جاتی رہیگی
سو وہ عشق ہی تھا۔ جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے جان جانے کی کچھ پرواہ نہ کی۔ پس حقیقی پیری مریدی
کا یہی حال ہے اور صادق اسی سے شناخت کئے جاتے
ہیں کیونکہ خدا کا قدیمی احوال ہے۔ کہ قوت عشقیہ صادقوں
کے دلوں میں ضرور ہوتی ہے تا وہ سچے غمخوار بننے کے
لائق ٹھہریں۔ جیسے والدین اپنے بچے کے لئے ایک
قوت عشقیہ رکھتے ہیں۔ تو ان کی دعا بھی اپنے بچوں کی
نسبت قبولیت کی استعداد زیادہ رکھتی ہے۔ اسی طرح
جو شخص صاحب قوت عشقیہ ہے وہ خلق اللہ کے لئے بحکم
والدین رکھتا ہے اور خواہ مخواہ دوسروں کا غم اپنے
گلے ڈال لیتا ہے کیونکہ قوت عشقیہ اس کو نہیں چھوڑتی
اور یہ خداوند کریم کی طرف سے ایک انتظامی بات ہے۔ کہ اس
نے بنی آدم کو مختلف فطرتوں پر پیدا کیا ہے۔ مثلاً دنیا
میں بہادروں اور جنگجو لوگوں کی ضرورت ہے۔ سو بعض
فطرتیں جنگ جوئی کی استعداد رکھتی ہیں۔ اسی طرح دنیا
میں ایسے لوگوں کی بھی ضرورت ہے کہ جن کے ہاتھ پر خلق اللہ
کی اصلاح ہوا کرے سو بعض فطرتیں یہی استعداد لیکر
آتی ہیں اور قوت عشقیہ سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔

فالحمد للہ علی ظاہرہا و باطنہا۔

خاکسار مرزا غلام احمد۔ ۱۸ مئی ۱۸۸۳ء مطابق رجب ۱۳۰۰ھ

فارسی خط

بخدمت اخویم مکرم سید امیر علی شاہ صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تلطف نامہ لطیف
عنائت نامہ اخویم مولوی محمد تفضل حسین صاحب رسیدہ موجب ممنونی ہا گردید۔
کلماتیکہ از راہنمائی نور ایمان و حسن ظن کہ سیرت اخوان مومنین است
حوالہ قلم آن مہربان بہ پیرایہ مدح و ثنا شدہ آں ہمہ بر صفائی فطرت
صحیحہ و طہارت باطن آن کرم دلیل کافی است۔ ثبتکم اللہ علیہا و الزمکم
کلمۃ التقویٰ۔ اما سوالاتیکہ تحریر فرمودہ اند۔ دربارہ آن شرمندگی
دارم کہ بوجہ علالت طبع و قلت فرصت از ارقام جواب آن کہ طولے دارد
قاصرم و نصیحتے چند کہ درج تلطف نامہ است شکر آن برمن واجب است
جزاکم اللہ خیر الجزاء و اعطاکم وفاق الہدی والمنیٰ۔ لیکن منع از اظہار
الہامات کہ اشارتے بسوئے آں میفرمائید معنی اش بفہم شاید در وقت
تحریر این نصیحت عبودیت این عاجز نظر انداز خیال سامی شدہ باشد۔ از خود
راہ اسرار نمیگزیند نہ راہ اعلان بندہ را بخودی چہ کار تابع مرضی مولیٰ است
ہر سو کہ میکشد میرود۔ مردہ بدست زندہ است ہر پیچ کہ گردش دہند
میگردد و این ہم عجب است کہ ہر چہ از اظہار اسرار ملکوت و قدرت حی لا
یموت انبیاء علیہم السلام را جائز است بر جانشینان شان کہ با انبیاء بنی
اسرائیل تشبیہ دادہ شدہ اند حرام ناجائز باشد حالانکہ ایشان مثل انبیاء
مامور شدہ می آیند و اتمام حجت و قطع معذرات منکرین لازم منصب الشان
است آری آن گوشہ نشینان کہ بہ اصلاح خلق کاری ندارند و نہ از بہر دعوت
حق مامور مے شوند ایشان را ہمین مناسب است مستور و مخفی مانند
اما آنکہ مامور باظہار است او اگر راہ اخفا گزیند عاصی و نافرمان است۔ قومے
ہستند کہ خفا و کتمان پیرایہ شان باشد اگر اظہار کنند مظنہ سلب حالات
ایشان باشد چرا کہ اظہار شان از جنبش نفس شان خواہد بود نہ بامر اللہ تعالیٰ
و قومے دیگر است کہ از خود و نفس خود بکلی مسلوب اند و بعشق اظہار
الہی ملتہب و معمور۔ ایشان اگرچہ نبی نیستند مگر شان نبوت دارند۔ و
مثل انبیاء برائے اصلاح خلق می آیند لاجرم بنائے کار شان بر اظہار است نہ
بر اخفا و ادعائے منازل وجاہت و دعوی مقامات ولایت و بیان
معاملات ربانی و مکالمات رحمانی و کشف اسرار روحانی در حق شان مضر
ندارند بلکہ باعث خوشنودی مولیٰ و موجب ترقی مدارج و تحقق شجاعت
عظمیٰ ست خوب میدانند کہ از ائمہ ہدیٰ چہ قدر کلمات فخریہ خود در کتب و رسائل
شان موجود اند۔ مثلاً تالیفات و قصائد سیدی عبد القادر رضی اللہ عنہ
و اشعار فخریہ سید الشہداء در معرکہ کربلا بایان تواتر یافتہ میشوند و چندان
از این جنس کلمات پر ہستند کہ نشان نہفت ہمچنین جابجا این چنین کلمات
و ہمچنین دعاوی عالیہ در کتب این قوم مملو اند حاجت زیادت بیان
نیست۔ وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ہر کہ برائے
اظہار چیزے مامور من اللہ باشد آن اظہار از جانب مظہر حقیقی ست
نہ از جانب او و براں طعن و تشنیع بعید از کسانے ہست کہ میدانند

کہ این راہ در امت حضرت خیر الانام علیہ الف الف سلام از قدیم مکشوف است و اینچنین مردم ہمیشہ درین امت بودہ اند و ہستند و خواہند بود اگر کسے بہ نسبت تحدیث بہ نعمت داشتہ چیزے از آلاؤ نعماء کہ از حق جل و علا رنصیبش شدہ بیان کند بشرطیکہ مامور باخفا نہ باشد دراں ہیچ باکے نیست بلکہ اشاعت علم و معرفتے و خلق را ازان علم و معرفت متمتع و مستفیض گردانیدن بہتر از اخفائے آن علم و معرفت است و در حدیث آمدہ است کہ ہر کرا علمے دادہ شد و او ازان علم بندگان خدا را نفع نرسانید بروز قیامت از دمواخذہ خواہد شد۔ غرض حقیقت این است کہ بیان کردم۔ واللہ اعلم بحال الاعمال بالنیات والسلام علے من اتبع الہدےٰ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

دھریہ مذہب کی تردید

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم سے)

سوال دہریہ۔ خدا کا اگر جسم نہیں ہے تو کیا چیز ہے؟

جواب۔ جسم اسے کہتے ہیں کہ وزن ہو سکے کہ اتنے سیر ہے یا اتنے من ہے۔ اور مساحت ہو سکے کہ اتنا لمبا ہے یا اتنا چوڑا ہے خدا ایک نور ہے۔ جو سب نقصانوں سے پاک ہے۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض۔ جب ہم روح کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو ہم کو یقین ہو جاتا ہے کہ دنیا میں ایسی چیزیں بھی ہوتی ہیں کہ جسم نہیں ہیں اور پھر موجود ہیں۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔

ایک دلیل وجود خدا تعالےٰ پر یہ ہے کہ زمانہ کا ابتدار ضرور ایک ماننا پڑتا ہے کیونکہ اگر زمانہ کا ابتدار نہیں تو چاہئیے کہ بنی آدم تمام زمین کو روک لیں اور ایک کرتہ جگہ خالی نہ رہے حالانکہ حکیموں نے تجربہ کرکے تخمینہ لگا دیا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت سے سات ہزار برس تک تمام ربع سکون بھر سکتا ہے اگر سات ہزار برس سے زیادہ مدت گذرے تو اس کیواسطے کوئی اور زمین چاہئیے ہر ایک آدمی سوچ سکتا ہے کہ اس کی قوم کے کس قدر آدمی دنیا میں پہلے ہوئے ہیں۔ مثلاً آج سے آٹھ سو برس سے مغل نام ایک شخص تھا جسکی اولاد قوم مغل ہے اب شمار کرو کہ اب کتنے مغل ہیں اسی طرح کل عرصہ تین سو برس کا گذرا ہے کہ باوا نانک صاحب ایک شخص ہوا ہے اب اس کی اولاد ہزار ہا ہو گئی ہے اس دلیل سے معلوم ہوا کہ دنیا کا ایک ابتدا ہے اور ایک انتہا ہے ابتدا اس سے ثابت ہوا کہ جیسا اوپر کی طرف نظر کرتے جاؤ۔ تو دنیا کا ابتدا ثابت ہوتا ہے اور انتہا اس سے ثابت ہوا کہ زمین ایک محدود میدان ہے غیر محدود پیدائش کی گنجائش نہیں رکھتا تو ناچار کسی دن اس دنیا کا خاتمہ ہے پس جس چیز کا ابتدا اور انتہا ہے وہ چیز مصنوعی ہے قدیمی نہیں رہ سکتی اور جب مصنوعی ہوئی تو اس کا ایک صانع ماننا پڑا اور وہ خدا ہے۔

اگر یہ کہو کہ بعض خاندان میں کثرت اولاد نہیں اتنے کے اتنے ہی رہتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک عارضہ ہے ورنہ تجربہ سے ثابت ہے کہ ایک بکری آدمی خریدتا ہے تو اس کا ریوڑ بن جاتا ہے اور یہ ایک قاعدہ ہے کہ دنیا میں طبعی موت ساٹھ ستر برس کے بعد آتی ہے اور پیدائش پندرہ برس کے بعد شروع ہو جاتی ہے اور اس پر صاف دلیل یہ ہے کہ جو جزیرے پہلے آباد نہ تھے وہ اب آباد ہیں۔

دوسری دلیل وجود واجب الوجود پر یہ ہے کہ کوئی مصنوع بغیر صانع کے نظر نہیں آتا۔ ایک چھوٹا سا کوٹھا بغیر بنانے والے کے بن نہیں سکتا۔ پھر اتنا بڑا کوٹھا کہ جسکی فرش کا محیط چوبیس ہزار میل سے زیادہ ہے اور جسکی سقف کمال صفائی سے محکم طور پر بنائی گئی ہے اور جس کے اوپر چراغ رکھے ہیں کہ تا روشنی بخشیں اور ایسی ترتیب ہے کہ ایک کو سب کے لئے بنایا ہے اور باقی کو روشن تابع مقرر کیا ہے کس طرح بغیر بنانیوالے کے خود بخود بن گیا۔

اس جگہ دہریہ یہ سوال کرتے ہیں کہ دنیا کے کوٹھوں کو بنانے والوں کو ہم بچشم خود دیکھ سکتے ہیں لیکن آسمان زمین بنانے والا ہم کو نظر نہیں آتا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر کوٹھا بنانے والا نظر آتا ہو تو دلیل پکڑنے کی کیا حاجت تھی دلیل تو اسی جگہ پکڑی جاتی ہے کہ جب ایک شے کا وجود بغیر اس کے نظر آنے کے ثابت کرنا پڑتا ہے دیکھو مصر میں ایسے ایسے قدیم عمارتیں موجود ہیں کہ اب اس زمانہ کے لوگ ان کو بنا نہیں سکتے لیکن یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ معمار تھے۔ جنہوں نے اون کو بنایا۔ مصنوع کے صانع پر ذاتی دلالت ہے۔ خواہ صانع نظر آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ اگر ایک آدمی ایک نئی کل پیدا کرے جو ایک آدمی نے پہلے نہیں کی اور اس جنس کی صنعت پہلے کسی نے نہیں بنائی اور وہ آدمی ہم نے دیکھا بھی نہ ہو۔ تو کیا ہم ایسا خیال کرینگے کہ وہ صنعت خود بخود بن گئی۔ ہر ایک عقلمندی کا کام ایک عاقل کی دستکاری پر دلالت کرتا ہے۔ یہ مثال تعصب اور تاریکی نفس سے کہ باوجود اقرار اس بات کے کہ ایک صنعت کو دیکھ کر یہ کہیں کہ فی الحقیقت یہ عاقلانہ کام ہیں پھر انکار کریں کہ کسی عاقل کی بنائی ہوئی نہیں۔ ذی شعور اور غیر ذی شعور کے فعل میں ہمیشہ ایک فرق ہوتا ہے جس مصنوع میں یہ علامت پائی جاوے کہ اس کے صانع نے اپنے مطالب کو بالارادہ مد نظر رکھا ہے اور فعل عبث نہیں تو اس مصنوع پر عقل سلیم حکم کریگی کہ یہ کسی صانع ذی شعور کا فعل ہے جیسے اگر کسی کاغذ پر سیاہی گر جاوے تو ممکن ہے کہ انسان سے گرائی ہو یا کسی چھت سے گرائی ہو یا یوں ہی اتفاقاً گر پڑی ہو۔ لیکن اگر کسی کاغذ پر ایک صفحہ کسی کتاب کا لکھا جائے جو کوئی ضروری مطلب اس سے معلوم ہوتا ہو۔ تو کوئی دانا نہیں کہے گا کہ خود بخود بغیر کاتب کے لکھا گیا۔ پھر گو یہ ایسی وضع کے حرف ہوں کہ پہلے اس وضع کے حرف ہم نے نہیں دیکھے لیکن جب ہم نے غور سے دریافت کر لیا کہ یہ حروف ہیں اور اس کی عبارت میں صدہا صفحہ پر برابر بنتے چلے گئے تو پھر اگرچہ ہم نے اس کے کاتب کو نہیں دیکھا اور نہ اس نئی طرز کے حروف دیکھے لیکن اس میں کیا شک ہے ہیگا کہ ضرور یہ کسی کاتب کی ایجاد ہے۔

دیکھو اگر یہ کوٹھا زمین آسمان ایک چھوٹا کوٹھا ہوتا تو تم اس کی کمال خوبصورتی دیکھ کر ضرور کہتے کہ کسی دانا معمار کا بنایا ہوا ہے پس اب سوچنا چاہئیے۔ کہ جس حالت میں اگر یہ چھوٹا کوٹھا بھی بغیر بنانے والے کے نہیں بن سکتا تھا۔ تو اب کہ بڑا کوٹھا ہے بغیر بنانے والے کے کس طرح بنگیا۔

تیسری دلیل وجود خداوند تعالیٰ پر یہ ہے کہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز کی مدد سے طیار ہوتی ہے۔ جیسے درخت پانی کی مدد سے اور بارش ہوتی ہے آفتاب کی مدد سے اور وجود حیوانات کا ہوتا ہے دوسرے حیوانات کی مدد سے اور زمین پر کوئی چیز نظر نہیں آتی کہ بغیر دوسری کے اس کا بچا ہو سکے یا پیدا ہو سکے پس ایک وجود ایسا ماننا پڑا جو سب کا مددگار ہو۔ وہی واجب الوجود ہے۔

آدمی بنا نطفہ سے اور نطفہ بنا اناج سے اور اناج بنا مٹی سے اور مٹی کہاں سے بنی؟ اگر کہو کہ مٹی خود بخود چلی آتی ہے تو یہ بات ناقص ہے کیونکہ خود بخود وجود اس چیز کا ہوتا ہے جو دوسرے کی کسی حالت میں محتاج نہ ہو لیکن مٹی اکٹھا رہنے میں پانی کی محتاج ہے اگر مٹی میں پانی نہ ملا ہوا ہو تو ہوا اڑا کر لے جائے اور نیز مٹی نباتات کے اگانے میں پانی کی محتاج ہے اور کوئی محتاج چیز قدیمی نہیں ہو سکتی اور محتاج کو نہیں کہہ سکتے کہ اس کا وجود واجب ہے علاوہ اس کے مٹی سے درخت پیدا ہوتے ہیں اور وہ اس سے بہتر ہیں اور ناقص واجب الوجود نہیں ہو سکتا۔

دلیل چہارم یہ ہے کہ فرمایا ہے خدا تعالے نے فتبارک اللہ احسن الخالقین اور نیز فرمایا ہے انی اللہ شک فاطر السموات والارض - ان دونوں آیتوں کے یہ معنی ہیں کہ ملاحظہ عالم سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک چیز ایک چیز کی خالق اور فاطر ہے - جیسے سورج کی گرمی سے بخارات پیدا ہوتے ہیں اور بخارات سے بادل پیدا ہوتا ہے اور بادل سے پانی پیدا ہوتا ہے اور پانی سے پھل پیدا ہوتے ہیں لیکن خدا احسن الخالقین ہے اور اسی طرح خدا فاطر السموات والارض ہے جو ان کو عدم سے وجود بخشتا ہے -

پھر اگر وجود خدا نہ ہو تو دروازہ تمام خیرات کا بند ہو جاتا ہے کیونکہ تمام لوگ اس طرح خیرات کرتے ہیں کہ اس خیرات کے دینے سے ہمارا فائدہ ہے - اور کوئی شخص بلا لحاظ فائدہ و نقصان کے کوئی کام نہیں کر سکتا بلکہ ایسا کام اس کی نظر میں محض عبث ٹھہرتا ہے اسی طرح وجود خدا نہ ماننے والا بدی سے ڈر نہیں سکتا - کیونکہ بدی اسی لحاظ سے بدی ہوتی ہے کہ اس کا بد نتیجہ ہے اگر اس کا نتیجہ بد نہ کہا جاوے تو پھر ہرگز دل اس کو بد نہیں خیال کر سکتا پھر اگر بدی کرنے میں کسی کا خوف نہ ہو - تو پھر بدی کرنے سے کون مانع ہے اور اگر کہو کہ بادشاہ اور حاکم مانع ہیں ہم کہتے ہیں کہ بادشاہوں اور حاکموں کو کون مانع ہے جو شخص صاحب قدرت ہے اس کو کس کا خوف ہے علاوہ اس کے حاکم اور بادشاہ ہر وقت حاضر ناظر نہیں ہوتے اور نہ انسان خیال کرتا ہے کہ وہ میرے کاموں کو ہر وقت دیکھتے ہیں -

اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم زمین و آسمان کے صانع کو نہیں دیکھتے - اس واسطے اس پر ایمان نہیں لاتے یہ انکی صاف شرارت ہے کیونکہ اگر اس دنیا میں صانع دیکھا جاتا - تو پھر یہ دنیا دنیا نہ رہتی اور نہ کسی کو نیک کام کرنے میں ثواب ہوتا اس واسطے کہ ثواب اسی وقت تک ہے کہ جب آدمی تقوے اختیار کرکے بحالت پوشیدگی خدا کے اوپر ایمان لاوے اور اگر خدا اپنی ذات کو خود بخود ظاہر کرے تو پھر اس کا ثواب کیا - ھدیً للمتقین الذین یؤمنون بالغیب - یعنے یہ کتاب ان متقیوں کے لئے ہدایت ہے جو خدا پر حالت پوشیدہ ہونے اس کے ہیں ... ایمان لاتے ہیں -

دوسری دلیل وجود خدا تعالیٰ پر یہ ہے - کہ تمام مخلوقات کے خیالات کا اسی پر اتفاق ہے کہ ایک ذات رب العالمین ہے اور نیز اس بات پر اتفاق ہے کہ حقیقت میں صنعت زمین آسمان کی ایک ایسی صنعت ہے کہ بجز صانع کے ہرگز نہیں بن سکتی - پس جس بات کو بہت دانا تجویز کریں وہی حق ہوتی ہے سو سیانے اکو مت مور کہہ آبو اپنی -

دہریہ کہتے ہیں کہ ہم نے زمین و آسمان کے صانع کو... نہیں دیکھا اور صانع ہر ایک چیز کے ہم کو نظر آتے ہیں پھر کس طرح وجود صانع پر یقین کریں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر صانع نظر نہ آوے تو مصنوع تو نظر آتا ہے اور اگر شے مصنوع ہے اور نہایت کاریگری سے بنائی گئی ہو مگر اس کا صانع نظر نہیں آتا - تو یہ تو ہم ضرور کہیں گے کہ کسی شخص نے اس کو ضرور بنایا ہے - بحث تو یہ ہے کہ مصنوع صانع پر دلالت کرتا ہے یا نہیں - دہریہ کہتے ہیں کہ خواہ نہایت ہی عقلمندی کا کام ہو اور پرلے درجہ کی کاریگری ان میں پائی جاتی ہو - پھر بھی جب تک ہم صانع نہ دیکھیں گے اس پر ایمان نہ لائیں گے یہ انکی شرارت ہے ورنہ صانع کے دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں جو کام عقلمندی کا ہے تو بلا اختیار ہمارے دل میں بیٹھ جائیگا - کہ کسی عاقل نے بنایا ہے -

زمین و آسمان میں جتنی چیزیں ہیں ہم ان کو بچشم خود دیکھتے ہیں کہ ایک چیز دوسری چیز کی مدد سے بنتی ہے اور ایک چیز دوسری چیز کی مدد سے قائم رہتی ہے بلکہ زمین آسمان کی مدد سے اپنی طاقتیں ظاہر کرتی ہے اس صورت میں یہ سوال دہریہ پر ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کسکی مدد اور آسرا سے پیدا ہوئے ہیں اور اب تک قائم رہے ہوئے ہیں دہریہ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ زمین و آسمان اپنی شہادت سے قائم ہیں پس ان پر یہ سوال ہوتا ہے کہ سہا ڈباپ کا بیٹے سے پہچانا جاتا ہے جو کچھ زمین و آسمان میں پیدا ہوتا ہے وہ ان دونوں کا بیٹا ہے وہ بغیر آسرے کے ٹھہر نہیں سکتا اس سے معلوم ہوا کہ یہی سہاو زمین و آسمان ہے کیونکہ مولود کا والد سے مختلف سہاو نہیں ہو سکتا - جو کام عقلمندی کا ہے جب ہم پر ثابت ہو جاویگا - کہ عقلمندی کا ہے تو پھر اس بات کی حاجت نہ رہیگی - کہ

پھر ہم اس کے صانع کو دیکھیں دلیل اس پر یہ ہے، کہ جس فعل میں صریح معلوم ہو کہ اس کے فاعل نے دیدہ و دانستہ اس کی بنا لی سے ایک بات کا قصد کیا ہے تو اس فعل کو کوئی و دانا اتفاقی طور پر نہیں مانیگا بلکہ یہی سمجھیگا کہ ضرور اس کا ایک فاعل ہو مثلاً اگر سیاہی کاغذ پر یونہی پڑ جائے تو اس میں شک ہوگا کہ کس طرح پڑ گئی - لیکن اگر ورق و ورق حرف لکھے جاویں اور حرف بھی وہ حرف کہ جسمیں کوئی مقصد کاتب کا معلوم ہوتا ہو تو اس کو کوئی عقلمند نہیں کہیگا کہ خود بخود لکھے گئے - پھر دہریہ سے یہ سوال ہے کہ سورج اور چاند اور زمین اور ہوا جو تمہاری خدمت میں مشغول ہیں اور ایکدم تمہاری خدمت سے الگ نہیں ہوتے تم انکا احسان مانتے ہو یا نہیں اگر تم کہو کہ بغیر شعور کے یہ کام میں لگے ہوئے ہیں تو یہ غلط ہو کیونکہ جو فعل بغیر شعور کے اور بغیر نگرانی دوسرے کے ہوتا ہے وہ بگڑ جاتا ہے اور اگر شعور سے ہو تو تم کو ان کا ممنون ہونا چاہیئے - پھر دہریہ سے ہمارا یہ سوال ہے کہ آفتاب کا نکلنا اور بارشوں کا ہونا اتفاقی ہے یا کسی کے تصرف سے - اگر اتفاقی ہے تو چاہیئے کہ .... دنیا نہ رہے اور بہت بارشوں سے یا بہت دھوپوں سے فصل برباد ہو جائے کیونکہ اتفاقی امر ... خطا بھی ہو جاتا ہے اور اگر ... کسی تصرف سے ہے تو وجود خدا کا ثابت ہوا - کیونکہ خدا وہی ہے جو دنیا میں متصرف ہے۔

پھر دہریہ کہتے ہیں کہ کسی نے خدا کو دیکھا نہیں اگر خدا کا وجود ہوتا تو اس کو کوئی دیکھتا اس کا جواب یہ ہے کہ بندوں کو خدا دل کی آنکھ سے اپنا دیدار دکھاتا ہے پھر جو لوگ انکی تابع ہوئے اور انکی پیروی کی وہ اس درجہ تک پہونچ گئے جو انکو خدا تعالیٰ اپنی پہچان بخشے اس صورت میں یہ دعوے جو کسی نے خدا کو دیکھا نہیں باطل ہوا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک اندھا وجود آفتاب سے منکر ہوا اور کہے کہ جب تک میں نہ دیکھوں آفتاب پر یقین نہ کرونگا اس کا یہی جواب ہے کہ تو اندھا ہے اور آنکھ سے آفتاب کو نہیں دیکھ سکتا تیرے واسطے طریق حصول تحقیق یہ ہے کہ جنھوں نے دیکھا ہو ان کے بیان پر اعتماد کرنا یا پہلے اپنی آنکھوں کا علاج کرا پھر اس کو دیکھ لیگا - پھر ہم دہریہ سے پوچھتے ہیں کہ سکھ دکھ دینے والا کوئی دوسرا ہے یا اپنی تدبیر سے ملتا ہے اگر اپنی تدبیر سے ملتا ہے تو کیوں تمام لوگ اپنی عمر زیادہ نہیں کر سکتے - آرام زیادہ نہیں کر سکتے ایک بوڑھا ہو کر مرتا ہے ایک جوان ہی مر جاتا ہے حالانکہ ہر کوئی عمر زیادہ چاہتا ہے بعض وقت آدمی سکھ چاہتا ہے اور غیب سے اس پر دکھ آ پڑتا ہے تو اس سے معلوم ہوا

([illegible]) ـــ